

عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْوَالِي

فیضانِ امامِ غزالی



www.sirat-e-mustaqeem.com

ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں
ہونے والا سنتوں بھرا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ؕ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

دُرود شریف کی فضیلت:

دو جہاں کے تاجور، سلطان، بحر و بر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عطر دان ہے ”مجھ پر دُرود پاک کی کثرت کرو، بیشک یہ تمہارے لیے طہارت ہے۔“ (مُسْنَدُ ابْنِ یَعْلٰی، الحدیث ۶۳۸۳، ج ۵، ص ۵۸)

کثرت سے دُرود اُن پر پڑھو رب نے جو چاہا
سینے میں اتر آئیں گے انوارِ مدینہ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حُصولِ ثواب کی خاطر بیانِ سننے سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کر لیتے ہیں۔ فرمانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ”يَتَّبِعُ الْمُؤْمِنُ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهِ“ مُسْلِمَان کی نیت اُس کے عمل سے

بہتر ہے۔ (المُعْجَمُ الْكَبِيرُ لِلطَّبْرَانِي ج ۶ ص ۱۸۵ حدیث ۵۹۴۲)

دومدنی پھول: (۱) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

(۲) جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

بیانِ سننے کی نیتیں:

نگاہیں نیچی کیے خوب کان لگا کر بیانِ سُنُوں گا ❀ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے عِلْمِ دِیْن کی تعظیم کی خاطر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گا ❀ ضرورتاً سمٹ سرگ کر دوسرے کے لیے جگہ کشادہ کروں گا ❀ دھکا وغیرہ لگا تو صبر کروں گا، گھورنے، جھڑکنے اور اُلجھنے سے بچوں گا ❀ صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب، اُذْکُرُوا اللّٰہَ، تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صد اگانے والوں کی دل جوئی کے لئے بلند

آواز سے جواب دوں گا ﴿بیان کے بعد خود آگے بڑھ کر سَلَام و مُصَافَحَہ اور انفرادی کوشش کروں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیان کرنے کی یتیمیں:

میں بھی نیت کرتا ہوں ﴿اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا پانے اور ثواب کمانے کے لئے بیان کروں گا ﴿دیکھ کر بیان کروں گا ﴿پارہ 14، سُورَةُ النَّحْلِ، آیت 125: اُدْعُ اِلٰی سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالتَّوَعُّظِ الْحَسَنَةِ ﴿ترجمہ کنزالایمان: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے) اور بخاری شریف (حدیث 3461) میں وارد اس فرمانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: بَلِّغُوا عَنِّيْ وَلَوْ اٰتَیْتُ یعنی ”پہنچا دو میری طرف سے اگرچہ ایک ہی آیت ہو“ میں دیئے ہوئے احکام کی پیروی کروں گا ﴿نیکی کا حکم دوں گا اور بُرائی سے منع کروں گا ﴿اشعار پڑھتے نیز عربی، انگریزی اور مُشْکِلُ الْاَفْظَا بولتے وقت دل کے اِغْلَاص پر توجُّہ رکھوں گا یعنی اپنی عِلْمِیَّت کی دھاک بٹھانی مقصود ہوئی تو بولنے سے بچوں گا ﴿مدنی قافلے، مدنی انعامات، نیز علاقائی دَوْرہ برائے نیکی کی دعوت وغیرہ کی رَعْبَتِ دِلَاوٰں گا ﴿تہمتہ لگانے اور لگوانے سے بچوں گا ﴿نظر کی حِفَاظَت کا ذہن بنانے کی خاطر حتّٰی الْاِمْکَانَ نگاہیں نیچی رکھوں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیان کے مدنی پھول:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج میں آپ کے سامنے حُبَّةُ الْاِسْلَام حضرت سیدنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی کی سیرتِ مبارکہ اور اس سے حاصل ہونے والے مدنی پھول پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔ سب سے پہلے ایک حکایت بیان کروں گا، جس سے آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی بارگاہِ رسالت میں مقبولیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے نام و نسب، کُنیت

وَلَقَب اور حُصُولِ علم کیلئے مختلف شہروں کے سفر اور آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی پاکیزہ صفات مثلاً دنیا سے بے رَغْبَتی، سادگی و عاجزی اور شہرت و ناموری کے حُصُول کی تمنا نہ کرنے کے بارے میں سُنیں گے، بیان کے آخر میں بات چیت کرنے کی سُنّتیں اور آداب بھی آپ کے گوش گزار کروں گا۔ آئیے پہلے ایک حکایت نما خواب سُنّے ہیں۔

بارگاہِ رسالت (صَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میں مقبولیت

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1124 صفحات پر مشتمل کتاب احیاء العلوم جلد 1 صفحہ 21 پر ہے: حضرت سیدنا امام رَاغِب اَصْفہانی قُدِّسَ سِرُّہُ التَّوَدُّنِ نے مُحَاضرات میں ذِکر فرمایا کہ صاحبِ حَزْبِ الْبَحْرِ، عَارِفِ بِاللہِ حضرت سیدنا ابوالحسن علی بن عبد اللہ شاذلی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: میں مسجدِ اقصیٰ میں مُحَوَّوَاب تھا، میں نے دیکھا کہ مسجدِ اقصیٰ کے صحن میں ایک تخت بچھا ہوا ہے اور لوگوں کا ایک جَم غفیر گروہ در گروہ داخل ہو رہا ہے۔ میں نے پوچھا: ”یہ جَم غفیر کن لوگوں کا ہے؟“ بتایا گیا: ”یہ انبیائے کرام و رُسُلِ عِظَام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہیں، جو حضرت سیدنا حسین حلاج رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے ظاہر ہونے والی ایک بات پر ان کی سفارش کے لئے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے ہیں۔“ پھر میں نے تخت کی طرف دیکھا تو حُضُورِ نبی کریم، رُفُوہِ رَحِیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس پر جلوہ فرما ہیں اور دیگر انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام جیسے حضرت سیدنا ابراہیم خَلِیْلُ اللہ، حضرت سیدنا موسیٰ کَلِیْمُ اللہ، حضرت سیدنا عِیْسٰی رُؤُوسُ اللہ اور حضرت سیدنا نُوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سامنے تشریف فرما ہیں۔ میں ان کی زیارت کرنے اور ان کا کلام سُننے لگا۔ اسی دوران حضرت سیدنا موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلَام نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: آپ کا فرمان ہے: ”عَلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَانِیْبِیْہِ بِنِیِّ اِسْرَآئِیْل یعنی میری اُمت کے عَلَماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔“ لہذا مجھے ان میں سے کوئی دکھائیں۔ تو حُضُورِ نبی پاک،

صاحبِ لواک، سیاحِ افلاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَالِی کی طرف اشارہ فرمایا۔ حضرت سیدنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے آپ رَحْمَةُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے ایک سوال کیا، آپ نے 10 جواب دیئے۔ تو حضرت سیدنا موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا کہ ”جواب سوال کے مطابق ہونا چاہئے، سوال ایک کیا گیا اور تم نے 10 جواب دیئے۔“ تو حضرت سیدنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہُ الْوَالِی نے عرض کی: جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ سے پوچھا تھا: وَمَا تِلْكَ بِیْسَیْنِکَ یٰمُوسٰی ﴿۱۶﴾

تَرْجَمَہ کنز الایمان: اور تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ۔ (پ ۱۶، ط: ۱۷) ”تو اتنا عرض کر دینا کافی تھا کہ“ یہ میرا عصا ہے۔“ مگر آپ نے اس کی کئی خوبیاں بیان فرمائیں۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۸، ص ۴۱۰، اشارۃ)۔
حضراتِ علمائے کرام کَرَّمَہُمُ اللہُ السَّلَام فرماتے ہیں کہ گویا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہُ الْوَالِی حضرت سیدنا موسیٰ کَلِیْمُ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام کی بارگاہ میں عرض کر رہے ہیں کہ ”جب آپ کا ہم کلام، اللہ تَعَالٰی تھا تو آپ نے مَحَبَّتِ الہی کے غلبہ میں اپنے کلام کو طول دیا تا کہ زیادہ سے زیادہ ہم کلامی کا شرف حاصل ہو سکے اور اس وقت مجھے آپ سے ہم کلام ہونے کا موقع ملا ہے، میں کلیمِ خدا (حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام) سے گفتگو کا شرف پارہا ہوں، اس لئے میں نے اس شوق و مَحَبَّت سے کلام کو طوالت دی ہے۔“

(کوثر الخیرات، ص: ۴۰ مفہوم)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس واقعے سے حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیدنا امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہُ الْوَالِی کے بارگاہِ رسالت میں بلند مقام و مرتبے کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ حضرت سیدنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہُ الْوَالِی کا شمار ان مُقَدَّس ہستیوں میں ہوتا ہے، جنہوں نے اپنی ساری زندگی دُنیا کی ان فانی رونقوں اور لذتوں سے بیگانہ ہو کر رِضائے الہی کی خاطر حُصُولِ علمِ دین اور پھر تبلیغِ دینِ مُبین کیلئے وقف کر رکھی تھی۔ آپ کی ہر آدامیں مَحَبَّتِ خدا اور عشقِ مُصْطَفٰی کی جھلکیاں دکھائی دیتی ہیں، سوچ

و فکر اور تحریر پُر اثر میں مَوْجُود معرفتِ خُداوندی کی تَجَلّیوں سے لوگوں کے سینے روشن ہوتے ہیں۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اِحیائے دینِ اسلام کے لیے ایسے ایسے کارنامے اَنجام دیئے کہ اپنے وقت کے مُجَدِّدِ دین کُر اُنْفِقِ عالم پر چمکے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی آب و تاب اور علمی سَجِّ دَہِج کی چمک سے آج بھی عالمِ اسلام مُنور ہو رہا ہے۔ آپ کی مُبارک زندگی سے اُمّتِ مُسْلِمہ کو اطاعتِ خُداوندی، سُنّتوں کی پاسداری، زُہد و تَقْوٰی اور دیگر بہت سی نیک خُصَلتیں اپنانے کا جذبہ ملتا ہے۔ آئیے! حُصُولِ بَرَکت اور نُزُولِ رَحْمَت کیلئے آپ کی مُبارک زندگی کے چند مُختَصَر گوشوں کے بارے میں سُنّتے ہیں:

نام و نسب اور ولادتِ باسعادت:

آپ کی کُنیت ابُو حامد، لَقَب حُجَّةُ الْاِسْلَام (اسلام کی دلیل) اور نامِ نامی، اسمِ گرامی محمد بن محمد بن محمد بن احمد طوسی غزالی شافعی رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالٰی ہے۔ آپ ۵۰۴ھ میں خُراسان کے ضلع طُوس کے علاقے طابِران میں پیدا ہوئے۔ (اتحاف السادة المتقين، مقدمہ الکتاب، ج ۱، ص ۹) خُراسان، ایران کے مشرق میں واقع ایک وسیع صوبہ تھا۔ مَوْجُودہ صوبہ خُراسان میں قدیم خُراسان کا نصف بھی شامل نہیں، کچھ افغانستان اور کچھ دیگر ممالک میں شامل ہو چکا ہے۔ (ارود اثرہ معارف اسلامیہ، ج ۸، ص ۹۰) اور بروز پیر ۱۲ جمادی الآخر ۵۰۵ھ بمقام طابِران (طُوس) میں انتقال فرمایا اور وہیں آپ کا مزار فائِضُ الانوار ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ابتدائی حالات:

حُجَّةُ الْاِسْلَام حضرت سَیِّدُنَا امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَالِی کے والدِ ماجد حَضْرَتِ سَیِّدُنَا محمد بن محمد عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللهِ الصَّمَد شہر خُراسان ہی میں اُون کات کر بیچا کرتے تھے، یعنی پیشے کے لحاظ سے دھاگے کے تاجر تھے (اور دھاگے کو فارسی میں غَزَل کہتے ہیں)، اسی نِسْبَت سے آپ کا خاندان ”غَزَالِی“ کہلاتا

ہے۔ حضرت سیدنا تاج الدین عبد الوہاب سُبکی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَالِی کے والد ماجد عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَاِجِد نیک اور متقی انسان تھے۔ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے، یعنی اُون کات کر فروخت کرتے تھے۔ حضراتِ فقہائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی مجالس میں حاضر ہوتے، ان کے ساتھ اچھا سُلوک کرتے، حتیٰ التَّقْدُور اُن پر خرچ کرتے اور ان کی مجالس میں خوفِ خدا سے گریہ وزاری (یعنی رویا) کرتے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دُعا کرتے کہ ”مجھے بیٹا عطا کر اور اسے فقیہ (عالم) بنا۔“ نیز اسی طرح مجالس و عَظ میں حاضر ہوتے۔ وہاں بھی رورور کر اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دُعا کرتے کہ ”مجھے بیٹا عطا کر اور اسے واعظ (مُسنِّغ) بنا۔“ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کی یہ دونوں دُعائیں قبول فرمائیں۔

(طبقات الشافعية الكبرى، ج ۶، ص ۱۹۴)

حضرت سیدنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَالِی کے والدِ محترم رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اَکْرَحُہُ خُود باقاعدہ عالمِ دین نہ تھے، لیکن آپ کو علمِ دین کی اہمیت کا احساس تھا، اسی لیے آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی دلی خواہش تھی کہ اُن کے دونوں صاحبزادے محمد غزالی اور احمد غزالی رَحِمَہُمَا اللّٰہُ تَعَالٰی زیورِ علمِ شریعت و طریقت سے آراستہ ہوں۔ ابھی سیدنا امام غزالی اور آپ کے بھائی کم عمر ہی تھے کہ ۴۶۵ھ میں والدِ محترم وصال فرما گئے۔ انتقال سے پہلے انہوں نے اپنے ایک صوفی دوست حضرت سیدنا ابو حامد احمد بن محمد رازکانی قَدِیْس سَيِّدُ السُّوَرِیٰ کو وصیت کی تھی کہ ”میرا تمام اثاثہ میرے ان دونوں بیٹوں کی تعلیم و پرورش پر خرچ کر دیجئے گا۔“ وصیت کے مطابق ان کے والدِ گرامی کا سرمایہ ان کی تعلیم و پرورش پر صرف کر دیا گیا۔ (اتحاف السادة المتّقین، مقدمة الكتاب، ج ۱، ص ۹)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ حُجَّةُ الْاِسْلَام حضرت سیدنا امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَالِی کے والدِ گرامی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو اپنی اولاد کو علمِ دین سے آراستہ کرنے کا کس

قدر شوق تھا کہ مرنے سے پہلے اپنے دوست کو اس کی وصیت کی اور ایک ہم ہیں کہ اس ترقی یافتہ دور میں جبکہ علم دین حاصل کرنا انتہائی آسان ہو چکا ہے، اس کے باوجود بھی حصولِ علم کیلئے نہ تو خود کوشش کرتے ہیں اور نہ ہی اپنے بچوں کی بہتر تعلیم و تربیت کیلئے انہیں دینی علوم کے زیور سے آراستہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں بلکہ ایک تعداد ایسی بھی ہے جو صرف دنیاوی علوم و فنون ہی سکھاتے ہیں، اگرچہ ذرا ذہین ہو تو اسے ڈاکٹر، انجینئر، پروفیسر، کمپیوٹر پروگرامر بنانے کی خواہش انگڑائیاں لینے لگتی ہے اور اس خواہش کی تکمیل کے لئے اس کی دینی تربیت سے منہ موڑ کر مغربی تہذیب کے نمائندہ اداروں کے مخلوط ماحول میں تعلیم دلوانے میں کوئی عار (شرم) محسوس نہیں کی جاتی بلکہ اسے ”اعلیٰ تعلیم“ کی خاطر سفار کے حوالے کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا۔ یاد رکھئے! اگر ہم تربیتِ اولاد کی اہم ذمہ داری کو بوجھ تصور کر کے اس سے غفلت برتتے رہے اور بچوں کو ان خطرناک حالات میں آزاد چھوڑ دیا تو نفس و شیطان انہیں اپنا آلہ کار بنا سکتے ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ نفسانی خواہشات کی آندھیاں انہیں صحرائے عیشیاں (یعنی گناہوں کے صحرا) میں گم کر دیں اور وہ عمرِ عزیز کے چار دن آخرت بنانے کی بجائے دنیا جمع کرنے میں صرف کر دیں اور یوں گناہوں کا انبار لئے وادیِ موت کے کنارے پہنچ جائیں۔ رحمتِ الہی عَزَّوَجَلَّ شامل حال ہوئی تو مرنے سے پہلے توبہ کی توفیق مل جائے گی وگرنہ دنیا سے کفِ افسوس ملتے ہوئے نکلیں گے اور قبر کے گڑھے میں جاسوئیں گے۔ سوچئے تو سہی کہ جب بچوں کی مدنی تربیت نہیں ہوگی تو معاشرے کا بگاڑ دور کرنے کے لئے وہ کیا کردار ادا کر سکیں گے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر ہم اپنی اصلاح، اپنے بچوں کی مدنی تربیت اور انہیں بچپن ہی سے فکرِ آخرت کا ذہن دینا چاہتے ہیں، تو دعوتِ اسلامی کے ”مدنی ماحول“ سے وابستہ ہو جائیے اور اپنی اولاد کی بہتر تعلیم و تربیت کیلئے مدارسِ المدینہ، جامعاتِ المدینہ اور دارالمدینہ میں داخل کروادیتجئے۔ اولاد کی اسلامی تربیت کے بارے میں مفید معلومات حاصل کرنے کیلئے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ دو

کتابیں ”تربیتِ اولاد“ اور ”اولاد کے حقوق“ ہدیہ حاصل فرما کر جلد آژ جلد مطالعہ کر لیجئے اور اپنی اصلاح و تربیت کیلئے مدنی انعامات پر عمل اور عاشقانِ رسول کے ساتھ ہر ماہ 3 دن کے مدنی قافلے میں سفر کو معمول بنا لیجئے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنی اور اپنے اہل و عیال کی اصلاح کا جذبہ نصیب فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

تعلیم کے لئے سفر:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! علم دین ایک لازوال دولت ہے۔ یقیناً علم کی طلب کرنا، یاد دل میں اس کی خواہش پیدا ہونا، علم دین کی مجالس میں شرکت کرنا اور علماء سے محبت رکھنا، یہ سب سعادت مندی کی علامتیں ہیں۔ فرمانِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: اُغْدُ عَلٰیہَا اَوْ مَتَعَلِّمًا اَوْ مُسْتَبْعًا اَوْ مُحِبًّا وَلَا تَكُنِ الْخَامِسَ فَتَهْلِكَ۔ (کشف الخفاء، الحدیث ۴۳۷، ج ۱، ص ۱۳۴) یعنی صُبح کر اس حالت میں کہ تُو خود عالم ہے یا علم سیکھتا ہے یا عالم کی باتیں سنتا ہے یا اُذنی درجہ یہ کہ عالم سے محبت رکھتا ہے اور پانچواں نہ ہونا کہ ہلاک ہو جائے گا۔

حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سَیِّدنا امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی نے اپنی تمام تر زندگی علم کی پیاس بجھانے میں بسر کی اور حُصُولِ عِلْم کے لیے آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے کئی سفر کیے۔ ابتدائی تعلیم اپنے شہر میں ہی حاصل کی، جہاں کُتُبِ فقہ حضرت سَیِّدنا احمد راز کا فی فُتُوٰحِ السُّوَلٰی سے پڑھیں۔ ابھی عمر شریف 20 سال سے کم ہی تھی کہ مزید حُصُولِ علم کیلئے (ایران کے مشرقی شہر) جرجان تشریف لے گئے۔ 473ھ میں (ایران کے قدیم شہر) نیشاپور میں حضرت سَیِّدنا اِمَامُ الْحَمَیْمِیْن امام عبد الملک جوینی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْغَنِی کی بارگاہ میں زانوائے تَلٰہُذ طے کیا (یعنی اُن کی شاگردی اختیار کی) اور ان سے اُصُوْلِ دِیْن، مَنَظِق اور حکمت وغیرہ میں مہارتِ تامہ (یعنی مکمل مہارت) حاصل کی۔ 478ھ میں حضرت سَیِّدنا

امامُ الْحَرَمَیْنِ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے وصال کے بعد ان کی جگہ آپ کو اس مَنَصِبِ اَعْلٰی پر فائز کیا گیا۔ 484ھ میں وزیرِ نظامِ الملک نے مدرسہ نظامیہ بغداد کے شَیْخُ الْجَامِعَہ (وائس چانسلر) کا عہدہ آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو پیش کیا، جسے آپ نے قبول فرمایا۔ چار سال بغداد میں تدریس و تصنیف میں مشغولیت کے بعد حج کے ارادے سے مکہ مکہ معظمہ زَادَہَا اللہُ بَرَکَاتًا تَعْظِیْمًا روانہ ہو گئے، بقول علامہ ابنِ جوزی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی بغداد میں آپ کی مجلسِ دَرَس میں بڑے بڑے علمائے کرام حاضر ہوتے، جیسے حضرت سَیِّدُنا امام ابو الخطاب محفوظ حنبلی اور عالمِ الْعِرَاق حضرت سَیِّدُنا علی بن عقیل بغدادی حنبلی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِما وغیرہ۔ یہ حضرات آپ سے اکتسابِ فیض کرتے اور آپ کے بیان پر حیرت کا اظہار کرتے اور آپ کے کلام کو اپنی کتابوں میں نقل کرتے۔ (المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، ج 9، ص 168)

حج کی ادائیگی کے بعد آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ 489ھ میں دمشق پہنچے اور کچھ دن وہاں قیام فرمایا۔ ایک عرصہ بیتُ الْمُقَدَّس میں گزارا۔ پھر دوبارہ دمشق تشریف لائے اور جامع دمشق کے مغربی منارے پر ذکر و فکر اور مراقبے میں مشغول ہو گئے، دمشق میں زیادہ تر وقت حضرت سَیِّدُنا شیخ الاسلام نصر بن ابراہیم مُقَدَّسِی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی کی خانقاہ میں گزرتا تھا۔ مُلکِ شام میں 10 سال قیام فرمایا، اسی دوران حِیَاءُ الْعُلُوم (جلد 1)، جَوَاهِرُ الْقُرْآن، تفسیرِ یَا قُوتُ التَّوَلِّی (جلد 40) اور مَشْكَاتُ الْاَنْوَار وغیرہ مشہور کُتُب تصنیف فرمائیں۔ پھر حجاز، بغداد اور نیشاپور وغیرہ کا سفر کیا۔ بالآخر اپنے آبائی شہر طوس واپس آکر عبادت و ریاضت میں مصروف ہو گئے اور تادمِ آخر وعظ و نصیحت، عبادت و ریاضت اور تصوّف کی تدریس میں مشغول رہے۔ (اتحاف السادة المتقین مقدمۃ الکتاب، ج 1، ص 11 تا 12)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ حضرت سَیِّدُنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی نے کیسی صُعو بَتِیں (یعنی تکلیفیں) اٹھا کر حُصُولِ علمِ دین کیلئے سفرِ اختیار فرمایا۔ جب آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے رِضائے الہی کی خاطر راہِ علم میں تکالیف برداشت کیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بھی آپ کو علماء و اولیاء میں ایسا

بلند مرتبہ عطا فرمایا کہ لوگ آج بھی حُجَّۃُ الْاِسْلَام کے لقب سے یاد کرتے ہیں اور آپ کی لکھی ہوئی کتابوں سے استفادہ کرتے ہیں۔

احیاءُ الْعُلُومِ کا تعارف:

حضرت سیدنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی کی ہر تصنیف ہی علم و عرفان کا بیش بہا خزانہ ہے مگر احیاءُ الْعُلُومِ ایسی کتاب ہے جس کی مثال دُنیا کی اخلاقی کتابوں میں ملنا مشکل ہے۔ اخلاقیات کے موضوع پر یہ ایک بے مثال کتاب ہے۔ بعد کے مُصَنِّفین نے اخلاقیات کے موضوع پر جو کچھ لکھا ہے اس کا ماخذ احیاءُ الْعُلُومِ ہے۔ اس کا گہرا مطالعہ اور پھر بیان کردہ باتوں پر عمل تزکیہٴ نَفْس کے لئے اِکسیر (مُوثر دوا) کا درجہ رکھتا ہے۔ اس میں روزمرہ زندگی کے کم و بیش تمام ہی معاملات پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے اور ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ باطنی علوم کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب انسان کو ”کامل انسان“ بنانے میں بے حد معاون ہے۔ ہر دور میں مشائخ و عارفین، اُطّاب و اولیا اور علما و صوفیا کی توجّہ کا مرکز رہی ہے اور یہ مختصر ہشتیاں اس کی قصیدہ خوانی میں رَطْبُ اللّسان (رط۔ بل۔ ل۔ سان) نظر آتی ہیں۔ ہر کسی نے اپنے اپنے انداز میں اس کی تعریف و توصیف فرمائی ہے۔

شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اس کتاب کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ جہاں میرے آقا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْوَالِی کا عقائد و اعمال کی پختگی کے معاملے میں مجھ پر فیضان ہے، وہاں باطن کی اصلاح میں حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیدنا امام محمد بن محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی کا مجھ پر بڑا احسان ہے۔ سیدنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی کی مِنْہَاجُ الْعَابِدِیْنَ اور احیاءُ الْعُلُومِ وغیرہ پڑھتے ہوئے بارہا ایسا محسوس ہوتا ہے، گویا مجھے ہی کان پکڑ کر سمجھا رہے ہیں کہ ”بڑا نیک بنا پھر تا ہے، ذرا اپنے آپ کو تو دیکھ! تجھ میں تو یہ بھی خرابی ہے اور تیرے اندر تو وہ بھی بُرائی ہے،

نیز جب بھی پڑھوں ایسا لگتا ہے کہ رُوحِ کوئی نئی غذائیں مل رہی ہیں، ان کی کتب ایک آدھ بار پڑھ کر رکھ دینے والی نہیں، زندگی کے آخری سانس تک پڑھے جانے کے لائق ہیں۔ “سرکارِ اعلیٰ حضرت اور سیدنا امام غزالی رَحِمَہُمَا اللہُ تَعَالٰی کی مبارک کتابیں اگر مطالعے میں نہ آتیں تو شاید میں برباد ہو جاتا، خدا کی قسم! حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیدنا امام محمد بن محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی نے اَحْیَاءُ الْعُلُومِ لکھ کر امت پر احسانِ عظیم فرمایا ہے۔ دعوتِ اسلامی کے تمام جامعاتِ المدینہ اور مدارسِ المدینہ کے جملہ اساتذہ، ناظمین و ناظمات، طلبہ و طالبات، سبھی مُبَلِّغین و مُبَلَّغات تمام اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کی نیز مدنی چینل کے ناظرین کی خدمات میں میری دُستِ بَسْتِہِ مدنی اِلتجاء ہے کہ اَحْیَاءُ الْعُلُومِ کا مطالعہ نہ کیا ہو تو پہلی فُرصت میں فرمالیں۔ امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی شافعی المذہب تھے، لہذا آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے بیان کردہ فقہی مسائل میں حنفی، مالکی اور حنبلی حضرات اپنے اپنے علمائے کرام سے رَہنمائی حاصل کریں۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ بغدادِ مُعَلّٰی میں اپنے مزارِ فالِصُّ الاَثوار میں آرام فرمانے والے میرے آقا و امام حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرت سیدنا امام محمد بن محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی پر ہر آن کروڑوں رحمتوں کا نزول فرمائے اور ان کے طفیل مجھ گنہگاروں کے سردار کو بے حساب بخشے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں بھی اپنے باطن کی صفائی کیلئے سیدنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی کی کتب کا مطالعہ کرنا چاہیے اور جو بات سمجھ نہ آئے، کسی صحیح العقیدہ سنی عالم دین سے پوچھنے میں ہستی بھی نہیں کرنی چاہیے اور وقتاً فوقتاً علمائے کرام کی صُحبت، علم دین حاصل کرنے والوں کی مَعِیَّت یا پھر علم کی مجلسوں میں شرکت کر کے عِلْم کے موتی سمیٹنے چاہئیں، کیونکہ علم دین حاصل کرنا خُوش نصیبوں کا ہی حصّہ ہے۔ اگر ممکن ہو تو دُرُسِ نِظَامِی (عالم کورس) میں داخلہ لے کر خُلُوصِ نِیَّت کے ساتھ عِلْم دین حاصل کیجئے اور اس کی خُوب خُوب برکتیں لوٹے لوٹے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو تبلیغِ قرآن و سُنّت کی

عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے سنّتوں کی تربیت کے مدنی قافلوں میں سفر کیجئے، مدنی چینل خود بھی دیکھتے رہیے اور اصلاحِ اُمت کے عظیم اور مقدّس جذبے کے تحت دُوسروں کو بھی مدنی چینل دکھائیے کہ یہ بھی گھر بیٹھے کثیر علم دین حاصل کرنے اور بے شمار برکتیں پانے کا ذریعہ ہے۔

جامعۃ المدینہ کا تعارف:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی نیکی کی دعوت اور علم دین کی اشاعت کیلئے 95 سے زائد شعبوں میں کام کر رہی ہے، انہی شعبوں میں سے ایک جامعۃ المدینہ بھی ہے۔ شیخ طریقت، امیر اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اور مُبَلِّغِیْنِ دعوتِ اسلامی کی حُصُولِ علم دین کی بھرپور ترغیب کے نتیجے میں جہاں لاکھوں عاشقانِ رسول، راہِ خدا میں سفر کرتے ہیں، وہیں کثیر تعداد میں اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں باقاعدہ علم دین کے حُصُول کے لئے جامعۃ المدینہ میں علم دین حاصل کر رہے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ! جامعۃ المدینہ میں طلبہ و طالبات کو نورِ علم سے منور کرنے کے ساتھ ساتھ تقویٰ و پرہیزگاری کے انوار سے روشن کرنے کے لئے ان کی اخلاقی تربیت کا بھی اِلتِزام کیا جاتا ہے، یاد رہے! اسلامی بہنوں کے جامعات میں عالمہ اسلامی بہن پڑھاتی ہیں اور ان جامعات میں پردے کا خوب اہتمام کیا جاتا ہے۔

شیخ طریقت، امیر اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ طلبہ سے بہت پیار کرتے ہیں اور اس کی وجہ یوں بیان فرماتے ہیں: میں دعوتِ اسلامی کے جامعات و مدارس کے طلبہ سے بہت محبت کرتا ہوں اور ان کے صدقے سے اپنے لئے دُعاے مغفرت کیا کرتا ہوں۔ اگرچہ ان میں بعض شرارتی بھی ہوتے ہیں مگر بچے جو ٹھہرے! بچے کیسے ہی شرارتی ہوں، مگر ماں باپ کو پیارے ہوتے ہیں۔ کچھ طلبہ کے شرارت کر لینے سے ہر طالبِ علم برا بھی نہیں ہو جاتا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ہمارے طلبہ نمازِ پنجگانہ کے علاوہ دیگر نوافل بھی پڑھتے ہیں، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ہمارے مُتَعَدِّد طلبہ مل کر صَلَوةُ التَّوْبَہ، تہجد، اشراق اور

چاشت کی نمازوں کا اہتمام کرتے ہیں۔ ہزاروں طلبہ مَدَنی انعامات کے رسالے بھر کر جمع کرواتے ہیں، بے شمار طلبہ مَدَنی قافلوں میں سفر کرتے ہیں، کئی ایسے ہیں جن کی مدارس و جامعات کے اطراف میں دعوتِ اسلامی کا مَدَنی کام کرنے کی ذمہ داریاں ہیں اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ انہوں نے بے شمار مساجد کو سنبھالا اور آباد کیا ہوا ہے۔ اَللّٰہُمَّ زِدْ قَدْرَہُمْ زِدْ۔ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ بڑھا اور بڑھا پھر بڑھا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس وقت دُنیا کے مختلف ممالک مثلاً پاکستان، ہند، جُنبُوئی افریقہ، انگلینڈ، نیپال اور بنگلہ دیش میں جامعۃ المدینہ لِلنِّسَیْن اور لِلنِّسَیْن قائم ہیں، جن میں ہزاروں اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کو عالم کورس (درسِ نظامی) اور عالمہ کورس کی (حسبِ ضرورت قیام و طعام کی سہولتوں کے ساتھ) مُفت تعلیم دی جاتی ہے۔ اہلسنّت کے مدارس کے ادارے تنظیمُ المدارس (پاکستان) کی جانب سے لئے جانے والے امتحانات میں برسوں سے تقریباً ہر سال ”دعوتِ اسلامی“ کے جامعات کے طلبہ اور طالبات پاکستان میں نمایاں کامیابی حاصل کر کے بَسَاؤ قاتِ اَوَّل، دوم اور سوم پوزیشن بھی حاصل کرتے ہیں۔

اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں
اے دعوتِ اسلامی تری دھوم مچی ہو

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جو شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خوشنودی کیلئے علمِ دین حاصل کرتا ہے، تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے بے شمار دُنیوی برکات اور اُخروی ثمرات سے نوازتا ہے۔

حضرتِ معاذ بنِ جَبَل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب، مَنْزِلُکَ الْعِیُوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا، ”علم حاصل کرو، کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لیے علم سیکھنا خَشِیَّت (یعنی خوف)، اسے تلاش کرنا عبادت، اس کی تکرار کرنا تسبیح اور لا اِعلم کو علم سکھانا صدقہ ہے اور اسے اہلِ یہ خرچ کرنا قربت یعنی نیکی ہے، کیونکہ علمِ حلال اور حرام کی پہچان کا

ذریعہ ہے اور اہل جنت کے راستے کا نشان ہے اور وحشت میں باعثِ تسکین ہے اور سفر میں ہم نشین ہے اور تنہائی کا ساتھی ہے اور تنگدستی و خوشحالی میں رہنما ہے، دشمنوں کے مقابلے میں ہتھیار ہے اور دوستوں کے نزدیک زینت ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے قوموں کو بلندی و برتری عطا فرما کر بھلائی کے معاملہ میں قائد اور امام بنادیتا ہے پھر ان کے نشانات اور افعال کی پیروی کی جاتی ہے اور ان کی رائے کو حرفِ آخر سمجھا جاتا ہے۔ (الترغیب والترہیب، کتاب العلم، باب الترغیب فی العلم، رقم ۸۰، ج ۱، ص ۵۲، بتغیر قلیل)

حُجَّةُ الْإِسْلَام حضرت سیدنا امام محمد غزالی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَالِی نے جب دینی علوم و فنون حاصل کر لیے تو آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِہ کو مختلف مواقع پر اعلیٰ ملکی عہدوں پر بھی فائز کیا گیا، 478ھ سے 484ھ تک سرتاجِ مدارسِ اسلامیہ ”مدرسہ نظامیہ“ نیشاپور میں ”إِمَامُ الْحَرَمَیْن“ پھر 484ھ سے 488ھ تک مرکزِ علومِ اسلامیہ ”مدرسہ نظامیہ“ بغداد میں ”مَدْرَسِ اَعْلٰی“ کے مَنصَب پر فائز رہے۔ سلطانِ وقت اور ملک بھر کے علما و فضلاء آپ کے تَبَحُّرِ علمی (یعنی نہایت وسعتِ علمی) کے قائل ہو گئے اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ بادشاہِ وقت سے زیادہ حُجَّةُ الْإِسْلَام سیدنا امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِہ رَحْمَةُ اللهِ الْوَالِی کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بیٹھ گیا۔ سُلْطَنَتِ سَلْجُوقِیہ کے وزیرِ اعظم نِظَامُ الْہٰدِلْک طوسی تو آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِہ کے بڑے مُعْتَقِد تھے اور وہ بنفسِ نفیس اُمورِ مملکت میں آپ سے مَشْوَرہ کرتے تھے۔ تمام علوم کی تکمیل کے بعد اولاً ”إِمَامُ الْحَرَمَیْن“ پھر ”مَدْرَسِ اَعْلٰی“ جیسے عہدوں پر مُتِمِّکِن رہنے کے باوجود آپ کو جس باطنی و روحانی سکون کی تلاش تھی وہ حاصل نہ ہو سکا۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِہ خود فرماتے ہیں: ”(ان ذمہ داریوں اور بعض دیگر معاملات کے سبب) تحریک پیدا ہوئی (یعنی ارادہ کر لیا) کہ تمام تعلقات کو ترک کر کے بغداد سے نکل جاؤں، نفس کسی طرح بھی ترکِ تعلقات پر آمادہ نہیں ہوتا تھا، کیونکہ اس کو شہرتِ عامہ اور شان و شوکت حاصل تھی۔ رجب 488ھ میں یہ خیال پیدا ہوا تھا لیکن نفس کے لَیْت و لَعْل (ٹال مٹول) کے باعث اس پر عمل نہ کر سکا۔ اس ذہنی اور نفسانی کشاکش

نے مجھے سخت بیمار کر دیا اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ زبان کو یارائے گویائی نہ رہا (بات چیت کرنے کی قوت نہ رہی) قوتِ ہضم بالکل ختم ہو گئی، طبیبوں نے بھی صاف جواب دے دیا اور کہا کہ ایسی حالت میں علاج سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا، آخر کار میں نے سفر کا قطعی ارادہ کر لیا۔ اُمرائے وقت، اذکانِ سلطنت اور علمائے کرام نے نہایت خوشامد و اکرام سے روکا، لیکن میں نے ان کی ایک نہ مانی اس لئے سب کو چھوڑ چھاڑ کر شام کی راہ لی (اور پھر ایک وقت آیا کہ شام سے اپنے آبائی وطن ”طوس“ تشریف لے گئے)۔

(تعریف الاحیاء بفضائل الاحیاء علی ہامش احیاء علوم الدین، ج ۵، ص ۶۵ تا ۶۸، ملخصاً)

دُنیا سے بے رغبتی:

الغرض روحانی سکون کی خاطر آپ نے مَصبِ تدریس چھوڑ دیا۔ دُنیا کی گونا گوں مَصروفیات اور نگارنگی سے بالکل کنارہ کشی اختیار کر لی حتیٰ کہ لباسِ فاخرہ (قیمتی لباس) کے بجائے ایک کمبل اوڑھا کرتے تھے اور لذیذ غذاؤں کی جگہ ساگ پات پر گزر بسر ہونے لگی۔ اپنے شہر طوس پہنچ کر صوفیاء کے لئے ایک خانقاہ اور شوقِ علم رکھنے والوں کے لئے ایک مدرسہ تعمیر کیا اور پھر تادمِ حیات اُوراد و وظائف، ریاضت و عبادت، گوشہ نشینی اور تدریسِ تصوف میں مشغول رہے۔

(مرآة الجنان و عبرة اليقظان، ج ۳، ص ۱۳۷، ملخصاً)

حضرت سیدنا ابو منصور سعید بن محمد عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الصَّمد بیان فرتے ہیں: ”جب پہلی بار حضرت سیدنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی عالمانہ شان و شوکت کے ساتھ بغداد میں داخل ہوئے تو ہم نے ان کے لباس و سواری کی قیمت لگائی تو وہ 500 دینار بنی، پھر جب آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے زُہد و تقویٰ اختیار کیا اور بغداد چھوڑ دیا، مختلف مقامات کا سفر کرتے رہے اور دوبارہ جب بغداد میں داخل ہوئے تو ہم نے ان کے لباس کی قیمت لگائی تو وہ پندرہ (15) قیراط (یعنی چند معمولی سکہ) بنی۔“

(المعتظم فی تاریخ الملوک والامم، ج ۹، ص ۱۷۰۔)

پروردگارِ عالی دے جذبہٴ غزالی

کر ہم کو خوشِ خِصالی کر یہ دُعا رہے ہیں

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ حضرت سیدنا امام غزالی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَالِی

نے تمام تر مراتبِ عالیہ چھوڑ کر علمِ تَصَوُّف سے ماؤس ہو کر اس کی چاشنی حاصل کرنے کے لیے راہِ خدا میں سفرِ اختیار کیا اور تمام تر آسائش و سہولیات کو ترک کر دیا۔ اس کے بعد پوری زندگی اسی طرزِ صوفیانہ میں گزار دی۔ اگر ہم اپنی حالت پر غور کریں تو ہماری اکثریت آج دنیا کی مَثَوٰی اور فکرِ آخرت سے خالی ہے، ہم میں سے کچھ تو وہ ہیں جو فانی دنیا کی لذتوں کے باعث مسرور و شادان، زوال و فنا سے بے خوف، موت کے تصور سے نا آشنا، لذاتِ دنیا میں بد مست ہیں، تو بعض وہ ہیں جو اس دارِ ناپائیدار میں یکایک موت سے ہمنار ہونے کے اندیشے سے تابلد، سہولتوں اور آسائشوں کے حصول میں اس قدر مگن ہو گئے کہ قبر کے اندھیروں، وحشتوں اور تنہائیوں کو بھول گئے۔ آہ! آج ہماری ساری توانائیاں صرف و صرف دُنوی زندگی ہی بہتر بنانے میں صرف ہو رہی ہیں، آخرت کی بہتری کے حصول کی فکر بہت کم دکھائی دیتی ہے۔ ذرا غور تو کیجئے کہ اس دنیا میں کیسے کیسے مالدار لوگ گزر رہے ہیں، جو دولت و حکومت، جاہ و حشمت، اہل و عیال کی عارضی اُسیبت، دوستوں کی وقتی مُصاحبت اور خُدام کی خوشامدانہ خدمت کے بھرم میں قبر کی تنہائی کو بھولے ہوئے تھے۔ مگر آہ! یکایک فنا کا بادل گر جا، موت کی آندھی چلی اور دُنیا میں تادیر رہنے کی ان کی اُمیدیں خاک میں مل کر رہ گئیں، ان کے مسرتوں اور شادمانیوں سے ہنستے بستے گھر موت نے ویران کر دیئے۔ روشنیوں سے جگمگاتے محلات و قصور سے اُٹھا کر انہیں گھپ اندھیری بُجور میں منتقل کر دیا گیا۔ آہ! وہ لوگ کل تک اہل و عیال کی رونقوں میں شادمان و مسرور تھے

اور آج بُجُور کی وحشتوں اور تنہائیوں میں مغموم و رنجُور ہیں۔

اَجَل نے نہ کسریٰ ہی چھوڑا نہ دارا	ہر اک لیکے کیا کیا نہ حسرت سدا ہارا
اسی سے سکندر سا فاتح بھی ہارا	پڑا رہ گیا سب یونہی ٹھاٹھ سارا
جگہ جی لگانے کی دُنیا نہیں ہے	یہ عبرت کی جاے تماشا نہیں ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہوش میں آئیے اور مرنے سے پہلے سنبھل جائیے! یقین مانئے! آج ہمارے معاشرے میں گناہوں کے سبب ہونے والی ساری تباہی دُنیا کی محبت ہی نے مچائی ہے، حُبِ دُنیا کے سبب آج لوگ سُنّتوں سے دُور جا پڑے ہیں، سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: حُبِّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیئَةٍ یعنی دُنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ (کتاب ذم الدنیا مع موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا ج ۵ ص ۲۲ حدیث ۹) صد کروڑ افسوس! جنت کی لازوال نعمتوں کے حُصُول کیلئے معمولی سی گھریلو آسائشیں چھوڑ کر فقط چند دن کے لئے بھی سُنّتوں کی تربیت کی خاطر راہِ خدا میں سفر کے لئے آج ہم تیار نہیں ہوتے، جبکہ فانی دُنیا کی عارضی دولت کمانے کے لئے اپنے گھر والوں سے بر سہا برس کے لئے ہزاروں میل دُور جانے کے لئے فوراً تیار ہو جاتے ہیں۔ کیا مسلمانوں کی دینی اعتبار سے بربادی اور غیر مُسلموں کا ان پر حاوی ہونا، مسجدوں کی ویرانی، سینما گھروں اور عیش و نشاط کے آڈوں کی آبادی، فرنگی تہذیب کی یلغار، مغربی فیشن کی بھرمار، فلمیں ڈرامے دیکھنے کیلئے گھر گھر ٹی وی، کیبل سسٹم، انٹرنیٹ، موبائل فون کا غلط استعمال، ہر طرف گناہوں کا گرم بازار اور مسلمانوں کی بھاری اکثریت کا بگڑا ہوا کردار، یہ سب کچھ ہمیں پکار پکار کر دعوتِ فکر نہیں دے رہا کہ "ہمیں اپنی اور ساری دُنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے مدنی قافلوں کا مُسافر بننا چاہیے۔ یقیناً ہمیں اپنی اور ساری دُنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش

کیلئے مدنی قافلوں میں سفر کی شدید ضرورت ہے اور اپنی اصلاح کی کوشش اور نیک اعمال کا جذبہ بڑھانے کیلئے کسی پابندِ شریعت پیرِ کامل سے بیعت ہونا بھی ضروری ہے کہ یہ ہمارے بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللہُ الْمُبِیْن کا مُبارک طریقہ ہے۔

شیخِ کامل کی بیعت:

حضرت سیدنا امام غزالی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَالِی نے دُورِ طالبِ علمی میں حضرت سیدنا شیخ ابو علی فضل بن محمد بن علی فارمدی طوسی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَالِی کے ہاتھ پر (27 سال کی عمر میں) بیعت کی۔ شیخ ابو علی فارمدی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَالِی فقہِ شافعی کے زبردست عالم اور امامِ الاُولیا حضرت سیدنا امام ابو القاسم عبدالکریم قشیری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَالِی کے جلیلُ القدر شاگرد اور حضرت ابو القاسم عبدُ اللہ گُسرگانی قَدِیْس سَلَامُ التَّوَرَانِی کے مُرید ہیں۔ (اتحاف السادة المتّقین، مقدمة الكتاب، ج ۱، ص ۲۶)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مُرشدِ کامل کی بیعت کرنا اور اُن سے فیض پانا، یہ ہمارے بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللہُ الْمُبِیْن کا صدیوں سے رائج شدہ طریقہ ہے، جسہی تو پانچویں صدی کے مُجدّد حُجّۃُ الاسلام حضرت سیدنا امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَالِی اپنے پیر و مُرشد حضرت سیدنا شیخ ابو علی فارمدی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَالِی کے دُستِ اقدس پر بیعت سے مُشَرّف ہوئے۔ اپنے ظاہر و باطن کی اصلاح کے لئے کسی تربیت کرنے والے کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔ حضرت سیدنا امام غزالی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَالِی فرماتے ہیں:

تربیت کی مثال بالکل اسی طرح ہے، جس طرح ایک کسان کھیتی باڑی کے دوران اپنی فصل سے غیر ضروری گھاس اور جڑی بوٹیاں نکال دیتا ہے، تاکہ فصل کی ہریالی اور نشوونما میں کمی نہ آئے، اسی طرح سالکِ راہِ حق (مُرید) کے لیے شیخ (یعنی مُرشدِ کامل) کا ہونا نہایت ضروری ہے، جو اس کی احسن طریقے سے تربیت کرے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ تک پہنچنے (مَعْرِفَتِ الہی حاصل کرنے) کے لیے اس کی رہنمائی کرے۔ اللہ

عَزَّوَجَلَّ نے انبیاء و رُسُل عَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو لوگوں کی طرف اس لیے مَبْعُوْث فرمایا تاکہ وہ لوگوں کو اس تک پہنچنے کا راستہ بتائیں۔ مگر جب آخری رُسول، نبیِّ مَقْبُوْل صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس جہاں سے پردہ فرمایا اور نُبوٰت و رسالت کا سلسلہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ختم ہوا تو اس مَنُصَّبِ جلیل کو خُلفائے راشدین رَضَوْنَ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ نے بطورِ نائبِ سنبھال لیا اور لوگوں کو راہِ حق پر لانے کی سعی و کوشش فرماتے رہے۔⁽¹⁾ صحابہ کرام رَضَوْنَ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ کے بعد ان کے نائبین (اولیاءِ علما) یہ فریضہ سر انجام دے رہے ہیں اور تاقیامت دیتے رہیں گے۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ ایمان کی حفاظت کا ایک ذریعہ ”پیرِ کامل“ سے مُرید ہونا بھی ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ پارہ 15 سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 71 میں ارشاد فرماتا ہے:

یَوْمَ نَذْعُوْا کُلَّ اُنَاثٍ بِاُمَامِہِمۡ	تَرْجَمۡہُ کُنْزُ الْاِیْمَانِ: جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔
--	--

مُفَسِّرِ شہیر، حکیمُ الْأُمَمَت، مُفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الْحَنَّانِ اس آیتِ مُبَارَکَہ کے تحت اِرشاد فرماتے ہیں: اس سے معلوم ہوا کہ دُنیا میں کسی صالح کو اپنا امام بنالینا چاہئے، شریعت میں ”تقلید“ کر کے، اور طریقت میں ”بیعت“ کر کے، تاکہ خَشْر اچھوں کے ساتھ ہو۔ اگر صالحِ امام نہ ہو گا تو اس کا امام شیطان ہو گا۔ اس آیت میں تقلید، بیعت اور مُریدی سب کا ثبوت ہے۔

(نور العرفان فی تفسیر القرآن، پ ۵ سورۃ بنی اسرائیل: ۷۱)

یاد رکھئے! پیرِ اُمورِ آخرت کے لئے بنایا جاتا ہے تاکہ اُس کی راہنمائی اور باطنی توجہ کی بَرَکت سے مُرید، اللہ و رُسُوْل عَزَّوَجَلَّ و صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ناراضی والے کاموں سے بچتے ہوئے ”رِضائے“

رَبُّ الْاَنَامِ کے مَدَنی کام“ کے مُطابِق اپنے شب و روز گُزار سکیں۔ یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خاص کرم ہے! کہ وہ ہر دَور میں اپنے پیارے محبوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اُمّت کی اصلاح کیلئے اپنے اولیائے کرام رَحْمَہُمُ اللہُ السَّلَام ضرور پیدا فرماتا ہے جو اپنی مومنانہ حکمت و فراست کے ذریعے لوگوں کو یہ ذہن دینے کی کوشش فرماتے ہیں کہ ”مجھے اپنی اور ساری دُنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔“

(اِنْ شَاءَ اللہُ عَزَّوَجَلَّ)

اس پندرہویں صدی میں مُرشدِ کامل کی ایک مثال، شیخ طریقت، امیر اہلسنّت، بانی دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رَضَوِی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ ہیں، جن کی نگاہِ ولایت نے لاکھوں مُسلمانون بالخصوص نوجوانوں کی زندگیوں میں مَدَنی انقلاب برپا کر دیا۔ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ سلسلہِ عالیہ قادریہ رَضَوِیہ عطارِیہ میں مُرید کرتے ہیں اور قادری سلسلے کی توکیا بات ہے! کہ شیخِ مُحِی الدِّیْن سید ابو محمد عبدالقادر جیلانی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اپنے مُریدوں کے لئے قیامت تک اس بات کے ضامن ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی توبہ کئے بغیر نہیں مرے گا۔

(بہجة الاسرار، نکر فضل اصحابہ و بشراہم، ص ۱۹۱)

جو اسلامی بھائی کسی بھی پیر صاحب کے مُرید نہ ہوں، اُن کی خدمت میں میرا مشورہ ہے کہ وہ شیخ طریقت، امیر اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے مُرید بن جائیں اور جو پہلے سے کسی پیر صاحب سے بیعت ہوں، اگر وہ چاہیں تو امیر اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ سے طالب ہو کر اپنے پیر صاحب کے فیض کے ساتھ ساتھ امیر اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا فیضان بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا

بول بالے میری سرکاروں کے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر ہم کسی پیرِ کامل کے دامن سے وابستہ ہو گئے، تو ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ ہماری زندگی میں بھی مدنی انقلاب برپا ہو جائے گا اور ہم دنیا کی مَحَبَّت، فیشن پرستی کی لعنت، بُرے دوستوں کی مُصاحَبَت کے سبب گناہوں کی کثرت سے پیچھا پُھڑا کر اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مَحَبَّت کو دل میں بٹھانے، سُنّتوں بھر امِ دنی حلیہ سجانے اور عاشقانِ رسول کی صُحبت اپنانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ ہمارے بزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللہُ الْغَنِیُّ باوجودِ قُدْرَتِ اِنْتہائی سادہ زندگی بسر کرتے اور اچھے لباس اور علمی قابلیت کے سبب شہرت حاصل کرنے سے ہر وقت بچا کرتے۔ چنانچہ

آپ کی سادگی اور یادِ آخرت:

حضرت سیدنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَالِی ایک بار مکہ مُعَظَّمہ (زَادَکَ اللہُ شَرَفًا تَعَفُّیًا) میں تشریف فرما تھے۔ آپ چونکہ ظاہری شان و شوکت سے بے نیاز تھے۔ اس لئے آپ نہایت سادہ اور معمولی قسم کا لباس پہنے ہوئے تھے۔ حضرت سیدنا عبدُ الرَّحْمٰن طوسی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللهِ الْغَنِی نے عرض کی: ”آپ کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی کپڑا نہیں ہے۔ آپ اِمامِ وقت اور پیشوائے قوم ہیں، ہزاروں لوگ آپ کے مُرید ہیں؟“ آپ نے جواب دیا: ”ایسے شخص کا لباس کیا دیکھتے ہو، جو اس دُنیا میں ایک مُسافر کی طرح مُقیم ہو اور جو اس کائنات کی رنگینوں کو فانی اور وَقْتی تَصَوُّر کرتا ہو۔ جب والی دو جہاں، رحمتِ عالمیاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس دُنیا میں مُسافر کی طرح رہے اور کچھ مال و زَر رکھنا نہ کیا، تو میری کیا حیثیت اور حقیقت ہے۔“ (مقدمہ کیسائے سعادت (مترجم از مولانا سعید احمد نقشبندی ص ۳۱))

شہرت و ناموری سے دوری:

ایک بار آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ جَامِعِ اموی دمشق میں تشریف فرما تھے۔ مفتیانِ کرام کی ایک جماعت صحنِ مسجد میں مَوْجُود تھی۔ ایک دیہاتی نے آکر مفتیانِ کرام سے کوئی سَوَال پوچھا، مگر کسی نے

اس کا جواب نہیں دیا۔ جبکہ حضرت سیدنا امام غزالی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ خاموش تھے، پھر جب آپ نے دیکھا کسی کے پاس اس کا جواب نہیں اور جواب نہ ملنا اس پر شاق (ناگوار) گزرا ہے، تو اس دیہاتی کو اپنے پاس بلا کر سوال کا جواب بتایا۔ مگر وہ دیہاتی مذاق اڑانے لگا کہ "جس سوال کا جواب بڑے بڑے مفتیوں نے نہیں دیا، یہ عام فقیر کیسے دے رہا ہے۔" اس وقت وہ مفتیانِ کرام یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ دیہاتی جب آپ سے بات کر کے فارغ ہوا تو ان مفتیانِ عظام نے اسے بلا کر پوچھا: "اس عام سے آدمی نے کیا جواب دیا؟" جب اس نے حقیقتِ حال واضح کی تو یہ حضرات امام غزالی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے پاس گئے اور جب ان سے متعارف ہوئے تو ان سے درخواست کی کہ "آپ ہمارے لئے ایک علمی نشست کا اِعتقاد کریں۔" آپ نے اگلے دن کا فرما دیا، مگر اسی رات وہاں سے سفر کر گئے۔

(طبقات الشافعیۃ الکبری، ج ۶، ص ۱۹۹)

سادہ لباس کی فضیلت:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ سیدنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَالِی اس قدر بلند مقام و مرتبہ رکھنے کے باوجود کیسا سادہ لباس زیب تن فرماتے کہ لوگ آپ کی سادگی کی وجہ سے آپ کی عظمت کو پہچان نہیں پاتے تھے۔ اس حکایت سے ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ کسی کے سادہ لباس وغیرہ کو دیکھ کر اُسے حقیر جاننا بڑی بھول ہے۔ کیا معلوم ہم جسے حقیر تصور کر رہے ہیں، وہ کوئی گدڑی کا لعل یعنی پہنچی ہوئی ہستی ہو اور یہ بھی یاد رہے کہ سادہ لباس پہننا قابلِ مذمت فعل نہیں بلکہ احادیثِ مبارکہ میں اس کے فضائل بیان ہوئے ہیں: چنانچہ

تاجدارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا، کیا تم سنتے نہیں؟ کیا تم سنتے نہیں؟ کہ کپڑے کا پُرانا ہونا ایمان سے ہے، بے شک کپڑے کا پُرانا ہونا ایمان سے ہے۔ (سنن ابی داؤد، حدیث ۴۱۶۱ ج ۴ ص ۱۰۲)

اس روایت کے تحت حضرت سیدنا شاہ عبدالحق مُحَرِّثِ دہلوی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَالِی فرماتے ہیں: "زینت

کا ترک کرنا، اہل ایمان کے اخلاق (یعنی عمدہ عادات) سے ہے۔" (اشعۃ الملتعات ج ۳ ص ۵۸۵)

اسی طرح ایک حدیثِ پاک میں ہے جو باوجودِ قدرتِ اچھے کپڑے پہننا، تواضع (عاجزی) کے طور پر چھوڑ دے گا، اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کو کرامت کا محلہ (یعنی جنتی لباس) پہنائے گا۔ (ابوداؤد، ج ۴ ص ۳۲۶، حدیث ۴۷۷۸)

فیشن پر ستو! خبردار!!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جھوم جائیے! دولت پاس ہے، عمدہ لباس پہننے کی طاقت ہے، پھر بھی اللہ ربُّ العزت عَزَّوَجَلَّ کی رضا کی خاطر عاجزی اختیار کرتے ہوئے سادہ لباس پہننے والا جنتی لباس پائے گا اور ظاہر ہے جو جنتی لباس پائے گا وہ یقینی طور پر جنت میں بھی جائے گا اور شہرت کی طلب میں عمدہ لباس پہننے سے بچنا چاہیے۔

حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، تاجدارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا، ”دنیا میں جس نے شہرت کا لباس پہنا، قیامت کے دن اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کو دُلت کا لباس پہنائے گا۔“ (سنن ابن ماجہ ج ۴ ص ۶۳۱ حدیث ۳۶۰۶)

لباسِ شہرت کسے کہتے ہیں؟

مفسرِ شہیر حکیم الامت، حضرت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الْمَنَانِ اِس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں، یعنی ایسا لباس پہنے کہ لوگ امیر (یعنی مالدار) جانیں یا ایسا لباس پہنے کہ جس سے لوگ نیک پرہیزگار سمجھیں، یہ دونوں قسم کے لباس، شہرت کے لباس ہیں۔ اَلْعَرَضُ جس لباس میں نیت یہ ہو کہ لوگ اُس کی عزت کریں یہ اُس کا لباسِ شہرت ہے۔ صاحبِ مرقاة رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا، مَسْخَرہ پَن کا لباس پہننا، جس سے لوگ ہنسیں یہ بھی لباسِ شہرت ہے۔ (ملخص از مرقاة ج ۶ ص ۱۰۹)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی سخت امتحان ہے، لباس پہننے میں بہت غور کرنے اور دکھاوے سے بچنے کی سخت ضرورت ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں سادگی و عاجزی کی دولت عطا فرمائے اور تکبر

وریاکاری کی تباہ کاری سے محفوظ فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مراہر عمل بس ترے واسطے ہو	کر اخلاص ایسا عطا یا الہی
ریا کاریوں سے سیاہ کاریوں سے	بجا یا الہی بجا یا الہی

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیان کا خلاصہ:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج ہم نے حُجَّۃُ الْاِسْلَام سیدنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی کی سیرتِ مبارکہ اور اس سے حاصل ہونے والے مدنی پُھول سُننے کی سعادت حاصل کی۔ حُجَّۃُ الْاِسْلَام سیدنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی کی پاکیزہ عادات، صفات مثلاً حُصُولِ علم کیلئے مختلف شہروں کا سفر کرنا، دُنیا سے بے رغبتی اور سادہ لباس و غذا اپنانا، قیمتی لباس پہننے کے بجائے سادہ لباس زیب تن کرنا، دن رات درس و تدریس، مراقبہ و مجاہدہ اور فکرِ آخرت میں مشغول رہنا اور وقت کے امام اور مُجَدِّد ہونے کے باوجود شہرت و ناموری کی خواہش نہ رکھنا جیسی مبارک صفات، آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی ذاتِ پاک کا حصّہ تھیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں بھی دنیا کی محبت سے چھٹکارا عطا فرمادے، کاش! ہم سادہ لباس صُنّت کے مطابق استعمال کرنے کے عادی ہو جائیں، کاش! نفس کے ہاتھوں مجبور ہو کر نئی لذّتوں میں پڑنے کی بجائے سادہ کھانے کا ذہن اور پیٹ کا قفلِ مدینہ نصیب ہو جائے، کاش! ہم بھی علمِ دین سیکھنے اور سکھانے کا جذبہ پانے میں کامیاب ہو جائیں، کاش! ہمیں قبر و حشر کی فکر نصیب ہو جائے۔

امین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

12 مدنی کاموں میں حصّہ لیجئے!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر ہم اولیاء اللہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے زندگی گزارنا

چاہتے ہیں تو تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریکِ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیں۔ جس طرح بُزرگانِ دین رَحْمَتُہُمُ اللہُ السَّلَام نے دین کی تبلیغ اور اس کی نشر و اشاعت میں اپنے دن رات بسر کیے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی بھی انہی مقدس ہستیوں کے فیضان سے شبِ روز نیکی کی دعوت کی خوب خوب دھو میں مچانے کیلئے کوشاں ہے۔ آپ بھی دینی کاموں میں ترقی کیلئے دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو کر ذیلی حلقے کے 12 مدنی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجئے۔ ذیلی حلقے کے ان 12 مدنی کاموں میں سے ایک مدنی کام ”مسجدِ درس“ بھی ہے۔ جس میں نیکی کی دعوت اور برائی سے بچنے کا درس دیا جاتا ہے۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی الشافعی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی ”شرح الصدور“ میں نقل کرتے ہیں: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْوَالِی وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی طرف وحی فرمائی: بھلائی کی باتیں خود بھی سیکھو اور دوسروں کو بھی سکھادو، میں بھلائی سیکھنے اور سکھانے والوں کی قبروں کو روشن فرماؤں گا تاکہ ان کو کسی قسم کی وحشت نہ ہو۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۶ ص ۵ حدیث ۷۶۲۲)

اس روایت سے علمِ دین سیکھنے سکھانے کا اجر و ثواب معلوم ہوا۔ سیکھنے سکھانے کی نیت سے سُنّتوں بھر ایمان یا درس دینے اور سننے والوں کے توارے ہی نیارے ہو جائیں گے، اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اُن کی قبریں اندر سے جگمگ جگمگ کر رہی ہوں گی اور انہیں کسی قسم کا خوف بھی محسوس نہیں ہوگا۔ اس لیے خوب خوب مسجدِ درس دینے یا سننے کی کوشش کیجئے۔ نیز اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ انفرادی کوشش کرتے ہوئے نیکی کی دعوت دینے، مدنی قافلے میں سفر اور فکرِ مدینہ کے ذریعے مدنی انعامات کا رسالہ پُر کرنے اور ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں اوّل تا آخر شرکت کیجئے۔ درسِ فیضانِ سُنّت میں شرکت کی رغبّت بڑھانے کیلئے آئیے ایک مدنی بہار سُنتے ہیں۔

بابُ المدینہ (کراچی) کے مُقیم ایک اسلامی بھائی کے بیان کا خلاصہ ہے: ۱۴۱۰ھ بمطابق 1990ء کی بات ہے کہ میں مرکزِ الاولیاء (لاہور) میں ایک جگہ ملازمت کرتا تھا۔ اسی دورانِ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ایک اسلامی بھائی بھی وہیں ملازم ہوئے۔ ایک بار میں نے اُن سے کہا کہ کسی ایسی

کتاب کی طرف میری رہنمائی فرمائیے، جسے پڑھ کر اسلامی طرز پر زندگی گزاری جاسکے۔ انہوں نے کہا کہ آپ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی ”فیضانِ سُنّت“ خرید فرمالیجئے۔ بات آئی گئی ہو گئی۔ زندگی کا پتہ اپنی تیز رفتاری سے گھومتا رہا، گردشِ لیل و نہار سے بے خبر میں معمول کے مطابق زندگی گزارتا رہا اور دنیاوی مصروفیات کی وجہ سے وہ کتاب نہ خرید سکا۔ کچھ عرصے بعد خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ میں مُستقل طور پر بابُ المدینہ (کراچی) مُنقل ہو گیا۔ ایک روز نمازِ مغرب کے لئے ایک مسجد میں گیا تو نماز ادا کرنے کے بعد میں نے دیکھا کہ سفید لباسِ زینبِ ثَن کئے سر پر سبز سبز عمامہ شریف کا تاج سجائے ایک اسلامی بھائی کسی کتاب سے دُرس دے رہے تھے اور کئی اسلامی بھائی دُرس سُننے میں مصروف تھے۔ میں بھی اُس درس میں بیٹھ گیا، جب میری نظر اُس کتاب پر پڑی جس سے وہ اسلامی بھائی دُرس دے رہے تھے تو اس پر ”فیضانِ سُنّت“ لکھا تھا، جسے دیکھ کر میرا ذہن ماضی کے دُھند لکوں میں کھو گیا اور میرے ذہن کے پردے پر یہ بات اُبھری کہ یہ تو وہی کتاب ہے جسے خریدنے کا مجھے مرکزُ الاولیاء (لاہور) میں فلاں اسلامی بھائی نے مشورہ دیا تھا۔ دُرس کے بعد میں نے اسلامی بھائیوں سے ملاقات کی اور ان سے ”فیضانِ سُنّت“ مطالعہ کرنے کے لئے مانگی، انہوں نے دے دی۔ میں وقتاً فوقتاً مسجد میں اِس کا مطالعہ کرتا، اس کی برکت سے میرے اندر سُنّتوں پر عمل کرنے کا جذبہ پیدا ہوا اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّ وَجَلَّ رَفْتہ رَفْتہ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو کر سُنّتوں پر عمل کے لئے کمر بستہ ہو گیا۔ نیز میرے ساتھ ساتھ میرے تین بھائی بھی اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّ وَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو گئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کو اختتام کی طرف لاتے ہوئے سُنّت کی فضیلت اور چند سُنّتیں اور آداب بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللّٰہُ

تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جَنّتِ نشان ہے: جس نے میری سُنّت سے مَحَبّت کی اُس نے مجھ سے مَحَبّت کی اور جس نے مجھ سے مَحَبّت کی وہ جَنّت میں میرے ساتھ ہو گا۔ (ابنِ عَساکِر ج ۹ ص ۳۳۳)

سینہ تری سُنّت کا مدینہ بنے آقا
جَنّت میں پڑوسی مجھے تم اپنا بنانا

بات چیت کرنے کے اہم مدنی پھول:

آئیے دعوتِ اسلامی کے مطبوعہ رسالے ”101 مدنی پھول“ سے بات چیت کے حوالے سے چند اہم مدنی پھول سنئے ہیں: ❀ مسکرا کر اور خندہ پیشانی سے بات چیت کیجئے۔ ❀ مسلمانوں کی دلجوئی کی نیت سے چھوٹوں کے ساتھ مُشْفِقانہ اور بڑوں کے ساتھ مُؤَدَّبانہ لہجہ رکھئے۔ ❀ چلا چلا کر بات کرنے سے حدِ درجہ احتیاط کیجئے۔ ❀ چاہے ایک دن کا بچہ ہو اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ اُس سے بھی آپ جناب سے گفتگو کی عادت بنائیے۔ آپ کے اخلاق بھی اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عُمدہ ہوں گے اور بچہ بھی آداب سیکھے گا۔ ❀ بات چیت کرتے وقت پردے کی جگہ ہاتھ لگانا، انگلیوں کے ذریعے بدن کا میل بٹھرانا، دوسروں کے سامنے بار بار ناک کو چھونا یا ناک یا کان میں انگلی ڈالنا، تھوکتے رہنا اچھی بات نہیں۔ ❀ جب تک دوسرا بات کر رہا ہو، اِظْمِینان سے سنئے، بات کا ٹنٹے سے بچئے نیز دورانِ گفتگو قہقہہ لگانے سے بچئے کہ قہقہہ لگانا سُنّت سے ثابت نہیں۔ بات کرتے وقت ہمیشہ یاد رکھئے کہ زیادہ باتیں کرنے سے ہیبت جاتی رہتی ہے۔ ❀ کسی سے جب بات چیت کی جائے تو اس کا کوئی صحیح مقصد بھی ہونا چاہیے اور ہمیشہ مخاطب کے ظرف اور اس کی نفسیات کے مطابق بات کی جائے۔ ❀ بد زبانی اور بے حیائی کی باتوں سے ہر وقت پرہیز کیجئے، گالی گلوچ سے اجتناب کرتے رہئے اور یاد رکھئے کہ کسی مُسلمان کو بلاِ اجازت شرعی گالی دینا حرامِ قطعی ہے (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۱، ص ۱۲۷) اور بے حیائی کی بات کرنے والے پر جَنّت حرام ہے۔

حُضُورِ تاجدارِ مدینہ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "اس شخص پر جنتِ حرام ہے جو فحش گوئی (بے

حیائی کی بات) سے کام لیتا ہے۔ (کتاب الصّفت مع موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، ج ۷ ص ۲۰۴ رقم ۳۲۵ المكتبة العصرية بیروت)

طرح طرح کی ہزاروں سُنتیں سیکھنے کیلئے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ دو کُتب ”بہارِ شریعت حصہ 16“ اور ”سُنتیں اور آداب“ ہدیہ حاصل کیجئے اور پڑھئے۔ سُنتوں کی تربیت کا ایک بہترین ذریعہ دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلوں میں عاشقانِ رسول کے ساتھ سُنتوں بھرا سفر بھی ہے۔

عاشقانِ رسول، آئیں سُنت کے پُھول

دینے لینے چلیں، قافلے میں چلو

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنتوں بھرے اجتماع میں پڑھے جانے والے 6 ذُرودِ پاک

شبِ جمعہ کا ذُرود: اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْحَبِیْبِ الْعَالِی

الْقَدْرِ الْعَظِیْمِ الْجَاہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ

بُزرگوں نے فرمایا کہ جو شخص ہر شبِ جمعہ (جمعہ اور جمعرات کی درمیانی رات) اس ذُرود شریف کو پابندی سے کم از کم ایک مرتبہ پڑھے گا موت کے وقت سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت کرے گا اور قبر میں داخل ہوتے وقت بھی، یہاں تک کہ وہ دیکھے گا کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اسے قبر میں اپنے رحمت بھرے ہاتھوں سے اُتار رہے ہیں۔ (افضل الصّلوٰت علی سَیِّدِ السّادات ص ۱۵۱ ملحظ)

(2) تمام گناہ معاف: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ

حضرت سَیِّدِنَا انس رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ تاجدارِ مدینہ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا جو شخص یہ ذُرودِ پاک پڑھے اگر کھڑا تھا تو بیٹھنے سے پہلے اور بیٹھا تھا تو کھڑے ہونے سے پہلے اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (ایضاً ص ۶۵)

(3) رحمت کے ستر دروازے صَلَّی اللہُ عَلَیْ مُحَمَّدٍ

جو یہ دُرودِ پاک پڑھتا ہے تو اس پر رحمت کے 70 دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ (الْقَوْلُ الْبَدِیع ص ۷۷)

(4) ایک ہزار دن کی نیکیاں

جَزَى اللہُ عَنْہُمْ مَحَبَّةً مَا هُوَ اَہْلُہُ

حضرت سیدنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اس دُرودِ پاک کو پڑھنے والے کیلئے ستر فرشتے ایک ہزار دن تک نیکیاں لکھتے ہیں۔

(مَجْمَعُ الزَّوَادِج ۱۰ ص ۲۵۴ حدیث ۱۷۳۰۵)

(5) چھ لاکھ دُرود شریف کا ثواب

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا نِیَّ عَلِمَ اللّٰھُ صَلَٰةً دَاۤئِمَةً بِكَ دَاۤمٍ مُلْكِ اللّٰھِ

حضرت احمد صاوی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللہِ الْہَادِی بعض بزرگوں سے نقل کرتے ہیں: اس دُرود شریف کو ایک

بار پڑھنے سے چھ لاکھ دُرود شریف پڑھنے کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ (افضل الصلوات علی سید السادات ص ۱۳۹)

(6) قُرْبِ مُصْطَفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی لَہٗ

ایک دن ایک شخص آیا تو حضورِ انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے اپنے اور صدیقِ اکبر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان بٹھا لیا۔ اس سے صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو تعجب ہوا کہ یہ کون ذی

مرتبہ ہے! جب وہ چلا گیا تو سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: یہ جب مجھ پر دُرودِ پاک پڑھتا

ہے تو یوں پڑھتا ہے۔ (الْقَوْلُ الْبَدِیع ص ۱۶۵)